© rasaieljarala.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

حج بیت اللہ الحرام: حضرت ابراہیمؑ سے نبی ﷺ تک!

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن اُنہوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دنیا کو جو دعوتِ عام دی تھی، اس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے درودیوار سے آرہی تھی:

﴿وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ﴾ (الحج:۲۶،۲۷)

''اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کے لیے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت وجبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے ہمیشہ پاک ومقدس رکھنا۔ نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کردو۔لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔''

بدعات ومحدثاتِ جاہلیہ

لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے۔ اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنتِ قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات واختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا۔

① خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ ﴿أنْ لَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا﴾ ''کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا'' لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سوساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اوران کا طواف کیا جاتا تھا۔

② خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قائم کیا جائے،لیکن

© rasailojaraid.com

اب صرف آبا وٴ اجداد کے کارنامہ ہائے فخر وغرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

③ حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا، اس لیے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوتِ عام دی گئی اور سب کو وضع ولباس میں متحد کر دیا گیا،لیکن قریش کے غرور وفضیلت نے اپنے لیے بعض خاص امتیازات قائم کر لیے تھے جو اُصولِ مساوات کے بالکل منافی تھے۔ مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے ہم کہ متولیانِ حرم حرم کے باہر نہیں جا سکتے۔ جس طرح آج کل کے امرائے فسق ووالیانِ ریاست عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آ کر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

④ قریش کے سوا عرب کے تمام مرد وزَن برہنہ طواف کرتے تھے۔ سترِ عورۃ (شرمگاہ) کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کر سکتے تھے جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہارِ سیادت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا۔

⑤ عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جز تھا،لیکن اہل عرب ایامِ حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ''جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے،تب عمرہ جائز ہوسکتا ہے۔''

⑥ حج کے تمام اجزا وارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہو گیا تھا۔ اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنے کی منت ماننا، جب تک حج ادا نہ ہو جائے خاموش رہنا، قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا، زمانۂ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا، در ودیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا،عرب کا عام شعار ہو گیا تھا۔

ظہورِ اسلام وتزکیۂ حج

اسلام درحقیقت دینِ ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی،اس لئے وہ ابتدا ہی سے اس حقیقت

گم شدہ کی تجدید و احیا میں مصروف ہوگیا جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا۔ اسلام کا مجموعہ عقائد و عبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہے لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی ہیئتِ ترکیبی مکمل ہوتی ہے، اور یہ تمام ارکان اس کے اندر جمع ہوگئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسلام کو صرف خانۂ کعبہ ہی کے ساتھ معلق کردیا:

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (قصص:۹۱)

''مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے ربّ کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی۔ سب کچھ اسی ربّ کا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کا فرمان بردار مسلم ہوں۔''

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطورِ لازم وملزوم کے کیا:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (حج:۳۴)

''اور ہر ایک اُمت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تاکہ خدا نے ان کو جو چارپائے بخشے ہیں، ان کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے۔ اسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو۔''

'اسلام' اللہ کا ایک فطری معاہدہ تھا جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کردیا تھا، اس لئے اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روزِ اوّل ہی اس کے ثمرات سے محروم کردیا:

﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (البقرۃ:۱۲۴)

''جب خدا نے چند احکام کے ذریعے ابراہیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اُترے، تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اور میری اولاد کو بھی؟ ارشاد ہوا کہ ہاں، مگر اس قول وقرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہوسکتے۔''

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اُمتِ مسلمہ

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن 'کلمات' کے ذریعے آزمایا اور جن کی بنا پر اُنہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی، وہ اسلام کے اجزاے اوّلین یعنی توحیدِ الٰہی، قربانی نفس و جذبات، صلوٰۃِ الٰہی کا قیام، اور معرفتِ دین فطری کے امتحانات تھے۔ اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہد سے محروم ہوگئے: ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری اُمت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خود انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (النحل:۱۲۰)

حضرت ابراہیم گو بظاہر ایک فردِ واحد تھے مگر ان کی فعالیتِ روحانیہ والٰہیہ کے اندر ایک پوری قومِ قانت ومسلم پوشیدہ تھی۔

اجزاے حج

اب اس 'اُمتِ مسلمہ' کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکی وموعودہ غارِ حرا کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تاکہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے، وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلا دے:

﴿يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ (البقرۃ:۲۵۷)

''وہ پیغمبرؐ ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔''

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدۃ:۱۵)

''بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نورِ ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔''

وہ رسولؐ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا، لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضرور تھا۔ چنانچہ اس نے ان مرحلوں سے بتدریج گزرنا شروع کیا۔ اس نے غارِ حرا سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

عہد لیا تھا، اس کی پہلی شرط یہی تھی: ﴿أنْ لَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا﴾ پھر اس نے صفِ نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف اللہ ہی کے آگے سر جھکانے والوں کے لئے بنایا گیا تھا:

﴿وَّ طَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (الحج:۲۶)

اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائطِ حج کا جامع ومکمل تھا:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ﴾

''جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا ارادہ کرلیا تو اس کو ہر قسم کی نفس پرستی، بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے'' اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بہتان، فسق و فجور، مخاصمت و تنازعت، اور نفس پرستی سے روکتا ہے۔'' (البقرۃ:۱۹۷)

جیسا کہ احکامِ صیام میں فرمایا:

﴿ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ﴾

''پھر رات تک روزہ پورا کرو، اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔'' (البقرۃ:۱۸۷)

اس نے زکوٰۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا:

﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ (الحج:۲۸)

'' قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔''

فتح مکہ

اس طرح جب اس 'اُمتِ مسلمہ' کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا۔ اس غرض سے اس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴، ۱۵ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ پہلی بار اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے آئیں۔ لیکن یہ کاروانِ ہدایت راستے ہی میں بہ مقامِ حدیبیہ روک دیا گیا۔ دوسرے سال حسبِ شرائط صلح زیارتِ کعبہ کی اجازت ملی اور آپ مکہ میں قیام کرکے چلے آئے۔ اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب وفراز ہموار کردیے تھے، صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا، اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کردیا:

© rasailojaraid.com

دخل النبي ﷺ مكة يوم الفتح وحول البيت ستون و ثلث مائة نصب فجعل يطعنها بعود في يده ويقول﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾

''آنحضرتؐ فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے۔ آپ ان کو ایک لکڑی کے ذریعے ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾(بنی اسرائیل:۸۱) یعنی حق اپنے مرکز پر آ گیا اور باطل نے اس کے سامنے ٹھوکر کھائی۔ باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔'' (صحیح بخاری:۴۲۸۷،صحیح مسلم:۱۷۸۱)

فرضیتِ حج

اب میدان بالکل صاف تھا۔ راستے میں ایک کنکری بھی سنگِ راہ نہیں ہوسکتی تھی۔ باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا، بیٹے نے اس گھر کو اسی حالت پر لوٹا دیا۔ تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیارِ صداقت قرار دیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جديد النشأة 'اُمتِ مسلمہ' کے قالبِ روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا، اس لئے دوبارہ اسی دعوتِ عامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی اُمی پر موقوف تھا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (آلِ عمران:۹۷)

''جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر اب حج فرض کر دیا گیا۔''

تکمیل حج

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپؐ کے گرد ۱۴،۱۳ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عرب نے ارکانِ حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگا دیا تھا، وہ ایک ایک کر کے چھڑا دیا گیا۔ آباؤ اجداد کے کارناموں کے بجائے اللہ کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا:

﴿فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا﴾ (البقرة:۲۰۰)

www.KitaboSunnat.com

© Tasaliojaraid.com

''(زمانۂ حج میں) خدا کو اسی جوش وخروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔''

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیے گئے، اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا:

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللهَ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو اور فخر وغرور کی جگہ خدا سے مغفرت مانگو کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (البقرۃ:۱۹۹)

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی، اور مردوں سے زیادہ حیا سوز منظر برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا، لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کرا دی گئی:

ان أبا هريرة أخبره أن أبا بكر الصديق بعثه في الحجة التي أمره رسول الله ﷺ قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط يؤذن في الناس، ألا! لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان (صحیح بخاری:۱۶۲۲)

''حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایک حج کا امیر بنایا اور اُنہوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کر سکے گا۔''

زمانۂ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا لیکن آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا اِحرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی۔ قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا، ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا۔ گھر میں سامنے کے دروازے سے داخل ہونے کا حکم دیا:

﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۹)

''یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ، نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ اور خدا سے ڈرو۔ یقین ہے کہ تم کامیاب ہو گے۔''

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثارِ نفس وفدویتِ جان وروح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا کہ اس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے۔ خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک وصاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج:۳۷)

''خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت وخون نہیں پہنچتا بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔''

یہ چھلکے اُتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا۔ اب وادیٔ مکہ میں خلوص کے دو قدیم وجدید منظر نمایاں ہوگئے، ایک طرف آبِ زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النشأۃ قوم کا دریاے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

اعلانِ عام و حجۃ الوداع

لیکن دنیا اب تک اس اجتماعِ عظیم کی حقیقت سے بے خبر تھی۔ اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدو جزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی، اور مسلمانوں کی جدوجہد، فدویت، ایثارِ نفس وروح کا مقصدِ اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آ گیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس گھر کا سنگِ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (البقرۃ:۱۲۶)

''جب ابراہیم نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر خدا اور روزِ قیامت پر ایمان لائیں تو ان کو ہر قسم کے ثمرات ونعائم عطا فرما۔''

جس وقت اُنہوں نے یہ دعا کی تھی، تمام دنیا فتنہ وفساد کا گہوارہ بن رہی تھی۔ دنیا کا امن و امان اُٹھ گیا تھا، اطمینان وسکون کی نیند آنکھوں سے اُڑ گئی تھی۔ دنیا کی عزت وآبرو معرضِ خطر میں تھی۔ جان و مال کا تحفظ ناممکن ہوگیا تھا، کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حریتِ انسانیت مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔ کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم وکفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو۔ اس لئے

www.KitaboSunnat.com

اُنھوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہوکر ایک 'وادیٔ غیر ذی زرع' میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک دارالامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح و سلام کی دعوتِ عام دی۔ اب ان کی صالح اولاد سے یہ دارالامن بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس لئے اس کے واپسی کے لئے پورے دس سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا۔ فتح مکہ نے جب اس کا مامن وملجا واپس دلا دیا تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو گم شدہ حق کی واپسی کی بشارت دے۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدۂ امن وعدالت سنایا:

خطبہ حجۃ الوداع

«إن دماء كم وأموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا، ألا إن كل شى من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع ودماء الجاهلية موضوعة وأول دم أضعه دماء نا دم ابن ربيعة وربا الجاهلية موضوع وأول ربا أضعه ربانا ربا عباس بن عبد المطلب... اللهم اشهد... » (صحیح مسلم:۱۲۱۸، ابوداود: کتاب المناسك، باب صفة حجة النبي)

''جس طرح تم آج کے دن کی، اس مہینہ کی، اس شہر مقدس کی حرمت کرتے ہو، اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے۔ اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں۔ بالخصوص زمانۂ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے، میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں۔ جاہلیت کی سودخوری کا طریقہ بھی مٹا دیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں۔ خدایا تو گواہ رہنا! خدایا تو گواہ رہنا!! خدایا تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا۔''

تکمیلِ دین الٰہی

اب حق پھر اپنے اصلی مرکز پر آ گیا، اور باپؑ نے دنیا کی ہدایت وارشاد کے لئے جس نقطہ سے پہلا قدم اُٹھایا تھا، بیٹےؐ کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی، اور اسی نقطے پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہوگئی، اس لئے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدۂ امن سنایا تھا، آسمانی فرشتے نے بھی

www.KitaboSunnat.com

اس کو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ:۳)

''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیئے، اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔''

(ہفت روزہ 'الہلال' کلکتہ بابت ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

مذکورہ بالا مضمون برصغیر پاک و ہند کے مشہور ہفت روزے 'الہلال' سے ماخوذ ہے۔ اس مجلّے کے مدیر مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنے مخصوص ادبی اُسلوب کے ذریعے اپنے قارئین کو انتہائی متاثر کیا۔ ہفت روزہ 'الہلال' برصغیر کی دینی صحافت کا ایک درخشندہ باب ہے جس کا مختصر تعارف اسی مجلّہ میں حسبِ ذیل طور پر شائع ہوا:

''① 'الہلال' تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوتِ دینیہ اسلامیہ کے احیا، درسِ قرآن وسنت کی تجدید، اعتصام بہ حبل اللہ المتین کا واعظ اور وحدتِ کلمہ اُمتِ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، نیز مقالاتِ علمیہ و فصولِ ادبیہ، ومضامین وعناوین سیاسیہ کا مصدر و مرجع مجموعہ ہے۔ اس کے درسِ قرآن و تفسیر اور بیانِ حقائق ومعارفِ کتاب اللہ الحکیم کا اندازِ مخصوص محتاجِ تشریح نہیں۔ اس کے طرزِ انشا وتحریر نے اُردو علم وادب میں دو سال کے اندر اندر ایک انقلابِ عظیم پیدا کردیا ہے۔ اس کے طریق استدلال و استشہادِ قرآنی نے تعلیماتِ الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اس درجہ عجیب و مؤثر ہے کہ 'الہلال' کے اشدِ شدید مخالفین ومنکرین تک اس کی تقلید کرتے ہیں اور گویا اس طرح زبانِ حال سے اقرار واعتراف پر مجبور ہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر وترتیب واُسلوب ونسجیان اس وقت تک کے تمام اُردو ذخیرہ میں مجددانہ ومجتہدانہ ہے۔

② قرآنِ کریم کی تعلیمات اور شریعتِ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور خارجی سیاست

© rasaliojarald.com

© rasailojaraid.com

واجتماعیہ ثابت کرنے میں اس کا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا۔

③ وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو ان کے تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباعِ شریعت کی تلقین کی اور سیاسی آزادی وحریت کو عین تعلیماتِ دین ومذہب کی بنا پر پیش کیا۔ یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں اور صدہا اقلام وصحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا۔

④ وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی اِلحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بہ اسلام وقرآن کی دعوت کا از سرنو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنیٰ مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کے مطالعے سے بے تعداد و بے شمار مُشکّکین، مذبذبین، مُتفرنجین، ملحدین اور تارکین اعمال واَحکام راسخ اعتقاد مؤمن، صادق الاعمال مسلم اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں۔ بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے:

﴿ و ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم ﴾

⑤ علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق واَسرار اللہ تعالیٰ نے اس کے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق ومرحمتِ خاص ہے۔

⑥ طالبانِ حق و ہدایت، متلاشیانِ علم وحکمت، خواستگارانِ ادب وانشا، تشنگانِ معارفِ الٰہیہ وعلومِ نبویہ، غرض کہ سب کے لئے اس سے جامع واعلیٰ اور بہتر واجمل مجموعہ اور کوئی نہیں۔

وہ اخبار نہیں ہے جس کی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں، وہ مقالات وفصولِ عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف وتالیف ہے اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اس کا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے۔'' (ہفت روزہ 'الہلال' کلکتہ بابت ۲۸ ؍اکتوبر ۱۹۱۴ء)